وَ لَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُوا الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ O

ترجمہ: اور حق سے باطل کو نہ ملاؤ اور دیدہ ودانستہ حق کو نہ چھپاؤ۔

سندھ کے دو مسلک

تالیف

مولانا پیر سید محمد زین العابدین راشدی مدظلہ العالی

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت، پاکستان

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی

رابطہ: 021-32439799

نام کتاب	:	سندھ کے دو مسلک
تالیف	:	مولانا پیر سید محمد زین العابدین راشدی مدظلہ العالی
سن اشاعت	:	شعبان المعظم ۱۴۳۷ھ۔ مئی 2016ء
سلسلۂ اشاعت نمبر	:	265
تعداد اشاعت	:	4700
ناشر	:	جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون: 32439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net پر موجود ہے۔

پیش لفظ

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

سندھ کی سرزمین پر اسلام کے نام لیوا صرف اور صرف اہلسنّت تھے کوئی بھی نیا فرقہ، نیا گروہ نہ تھا۔

سندھ میں عبید اللہ سندھی نے مولانا تاج محمد امروٹی کو جو اُس وقت درگاہِ عالیہ بھر چونڈی شریف سے روحانیت میں منسلک تھے برگشتہ کر کے دیوبند پہنچا دیا۔

اسی لئے جب سید العارفین حافظ محمد صدیق علیہ الرحمہ کا وصال ہوا تو وہ سجادہ نشین شیخ ثانی حضرت حافظ محمد عبد اللہ علیہ الرحمہ سے بیعت نہ ہوئے اور اپنے پیر خانہ کو خیر باد کہہ کر دیوبند پہنچ گئے۔ حضرت شیخ ثانی نے اُن کے لئے فرمایا تھا ''امروٹی کا سلسلہ ہم نے نہیں بلکہ اُس نے خود درگاہ بھر چونڈی شریف سے منقطع کیا ہے، اب وہ ہمارا نہیں دیوبند کا ہے''۔

اس طرح مولانا تاج محمد امروٹی نے اپنا سلسلہ اور تعلق دیوبند سے جوڑا اور شمالی سندھ میں وہابیت کی ترویج و اشاعت شروع کر دی۔ ہمایونی علمائے اہلسنّت نے اسی وقت اُن کو للکارا، مناظرے ہوئے اور اُن کے ردّ میں کتب و رسائل شائع ہوئے جس کی تفصیل زیر نظر رسالہ میں مذکور ہے، امروٹی کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے جو لوگ اس نئے مسلک میں داخل ہوئے اور جن علماء نے اس مسلک کو قبول کیا، اُن سب کے باپ دادا صحیح العقیدہ تھے، سنّی حنفی مسلمان تھے۔

اور سندھ میں قیامِ پاکستان سے قبل حق کی نشانی ہمایونی اور باطل کی نشانی امروٹی تھے جس طرح ہند میں حق کی علامت بریلوی اور باطل کی علامت دیوبندی تھے

اس رسالہ کو صاحبزادہ سید محمد زین العابدین راشدی مدظلہ نے تحریر فرمایا ہے جو ۱۹۹۵ء میں انجمن پیغام رضا، حیدر آباد کی طرف سے شائع ہوا، پیر صاحب کی اجازت سے اب

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) کی نشر و اشاعت کی کمیٹی نے اسے اپنے سلسلہ اشاعت نمبر 265 پر شائع کرنے کے لئے منتخب کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مصنف موصوف کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور دین کی مزید خدمت کرنے کی توفیقِ رفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

محمد عرفان المانی

مکتوب گرامی

از: ادیبِ اہلسنّت جناب پروفیسر فیاض احمد صاحب کاوش وارثی۔میر پور خاص

زینت اہل سُنت حضرت قبلہ السیّد محمد زین العابدین راشدی مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ.........مزاج گرامی!

آپ کا ارسال کردہ پارسل پایا۔مکتوب گرامی پڑھا، دل خوش ہوا۔آپ کا تازہ مضمون ''سندھ میں دو مسلک'' پڑھا تو روح وجد میں آگئی، کچھ ہوش نہ رہا۔میں نے پورا مضمون آپ کے حکم کے مطابق دیکھ لیا ہے۔اب بھلا میں اس کی کیا تعریف کروں؟

جبکہ خود ربّ کائنات نے اس کی شان بڑھائی اس کی پذیرائی میں آپ کو آیت مبارکہ دکھائی جس سے آپ نے مضمون کی پیشانی سجائی۔سُبحان اللہ!

نگاہِ یار جسے سرفرازِ راز کرے
وہ اپنی خوبیٔ قسمت پہ کیوں نہ ناز کرے

مضمون ہذا آپ کے برسوں کے مطالعہ کا ماحصل ہے آپ نے جو کچھ لکھا یہ آپ ہی کا حصہ تھا۔ایک تو آپ کا حساس دل اور پھر آپ کا وسیع مطالعہ اور علمی بصیرت، سونے پر سُہاگہ

اِین سعادت بزورِ بازو نیست   تا نہ بخشند خدائے بخشندہ

حقیقت یہ ہے کہ آپ کا مضمون ایک مینارۂ نور ہے جس سے آنے والی نسلیں حق و باطل میں فرق کر سکیں گی اور مسلک حقہ کی طرف رہنمائی کر سکیں گی۔آپ نے وقت کی دُکھتی ہوئی رگ پر انگلی رکھی ہے اس طرح آپ نے وقت کی اہم ضرورت کو پورا کیا ہے۔جزاک اللہ!

سندھ میں آجکل جس قدر سُنّی ادارے سندھی زبان میں نشر و اشاعت کا دینی اور مسلکی کام کر رہے ہیں اُن میں آپ کا نوزائیدہ ادارہ ''انجمن پیغام رضا'' حیدرآباد نے بہت مختصر سے عرصہ میں اپنی نمایاں کارکردگی کے باعث امتیازی شان پیدا کر لی ہے، جس قدر سُرعت سے یہ ادارہ سنی لٹریچر شائع کر رہا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔والسلام

۶، فروری ۱۹۹۵ء   احقر العباد: فیاض کاوش

تقدیم

از مناظر اہلسنّت، خطیب اسلام، ترجمانِ حقیقت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب سکندری مدظلہ

بِاسْمِهٖ تَعَالٰی و سُبْحَانِهٖ

سرزمینِ سندھ میں وہابیت تو کجا، لیکن قدیمی فتنہ شیعیت کا بھی وجود نہ تھا، گوشہ گوشہ قریہ قریہ علمائے اہلسنّت ہی نظر آتے تھے۔خشیتِ الٰہی زہد و تقویٰ کا چرچا رہتا تھا سوائے دنیوی اختلافات اور کاروباری مخاصمت کے، کسی قسم کا کوئی بھی اسلامی اصولی یا فروعی اختلاف کا نام و نشان تک نہیں تھا۔قریباً ۱۲ ویں صدی ہجری میں ''شیعیت'' کا فتنہ سندھ میں آیا۔پنجاب میں چودھویں صدی ہجری کے اوائل میں ''وہابیت'' کا فتنہ شروع ہوا۔

۱۳۴۲ھ میں جب ابن سعود کے تقیہ والا پردہ فاش ہوا تو اس وقت سندھ میں وہابیت نے پَر پُرزے نکالنے شروع کر دیئے۔اگرچہ یہ منحوس پودا سندھ میں پہلے ہی اپنی جڑیں گاڑ چکا تھا اور مولوی تاج محمود امروٹی، عبیداللہ سندھی کے چکر میں آچکا تھا۔جس نے امروٹی صاحب کو اپنے پیر خانے کے مسلک سے برگشتہ کر کے دیوبند پہنچا دیا۔

حامی عبیدی دین پوری رقم طراز ہے:

''(مولانا امروٹی) نے عبیداللہ سندھی کو اپنے پاس ٹھہرایا اور اکٹھے سیاسی اور علمی کام کرتے رہے۔مولانا سندھی کے ذریعے حضرت شیخ الہند محمود الحسن دیوبندی سے تعلق استوار ہوا۔آپ دو دفعہ دیوبند تشریف لے گئے تھے، پہلی دفعہ حضرت دین پوری بھی ہمراہ تھے اور یہ دیوبند کے پچاسویں دستار بندی کا موقعہ تھا۔حضرت شیخ الہند کے درسِ حدیث میں شریک ہوئے تو دیوبند ہی میں قیام فرما لیا، حضرت دین پوری بڑی مشکل سے سمجھا بجھا کر واپس لے آئے۔دوسری دفعہ اسارت مالٹا سے رہائی کے بعد شیخ الہند کے ہاں گئے''۔ (یدبیضا، ص ۶۱)

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ علمائے دیوبند کا مسلک، مسلک اہل سنت و جماعت کے بالکل برعکس ہے۔ امروٹی صاحب کا روحانی تعلق درگاہ عالیہ بھرچونڈی شریف کے ساتھ تھا مگر وہ تادیر قائم نہیں رہا۔ سید العارفین حضرت حافظ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد شیخ ثانی حضرت حافظ محمد عبد اللہ علیہ الرحمہ سجادہ نشین ہوئے تو اس زمانہ میں امروٹی صاحب اپنے روحانی مرکز بھرچونڈی شریف کو خیر باد کہہ کر دیوبند جا پہنچے اور حضرت شیخ ثانی علیہ الرحمۃ سے بیعت نہ ہوئے، حضرت شیخ ثانی نے فرمایا کہ:

''امروٹی کا سلسلہ ہم نے نہیں بلکہ اس نے خود درگاہ بھرچونڈی شریف سے منقطع کیا ہے۔ اب وہ ہمارا نہیں دیوبند کا ہے''۔

یہ روایت درگاہ بھرچونڈی شریف کے معمر ذی علم فقراء سے سنی گئی ہے جو بحمد للہ آج بھی حیات ہیں۔

مسلک علمائے دیوبند کے بارے میں عبید اللہ سندھی لکھتے ہیں:

''تحریک ولی اللہی میں تاریخی انحراف کے بعد جو موڑ آیا تو وہ جیسے جیسے آگے بڑھتی گئی بجائے اس کے کہ وہ مسلمان عوام کی ایک قومی تحریک بنتی وہ ایک علیحدگی پسند اور فرقہ پرستانہ تحریک بنتی گئی۔ سید احمد شہید سے منسوب اس تحریک کا حشر یہ تو ہوا ہی اس کا ردعمل اس تحریک کے دوسرے حصے تحریک دیوبند پر بھی ہوا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج بھی اس برعظیم کے مسلمانوں کی غالب اکثریت بریلوی ہے جو اوپر کی دونوں تحریکوں کو کفر سے کم نہیں سمجھتی''۔

(افادات وملفوظات مولانا عبید اللہ سندھی، ص ۳۴۹، مطبوعہ سندھ ساگر اکیڈمی، لاہور)

عبید اللہ سندھی صاحب کا یہ تجزیہ غور طلب ہے اور بے جا بھی نہیں۔ دراصل اس برصغیر میں جو صدیوں سے مسلک مروج تھا وہ خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، شیخ الشیوخ فرید الدین گنج شکر، شیخ الاسلام بہاء الدین والحق زکریا سہروردی ملتانی، حضرت سلطان الاولیاء خواجہ محمد زمان نقشبندی، سلطان التارکین حضرت شاہ عبد الکریم بلڑی والے، غوث الوقت حضرت مخدوم نوح سرور ہالائی، امام الاولیاء مرشد سندھ قبلہ عالم سیّد السادات

حضرت سیّد محمد راشد صاحب الروضہ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ہی پاک مسلک تھا جبکہ مسلک علمائے دیوبند ایک علیحدگی پسند فرقہ پرستانہ مسلک کی صورت میں نمودار ہوا۔

عبید اللہ سندھی بھی دیوبند کی تحریک کا ہی ترجمان اور داعی تھا، جس نے امروٹی صاحب کو کانگریس کی کاسہ لیس تنظیم ''جمعیت العلماء ہند'' میں فروخت کر ڈالا۔ نتیجتاً تازیست اس کا ہی رہا۔

حامی عبیدی لکھتے ہیں:

''تحریک خلافت کے بعد آپ جمعیت العلمائے ہند میں باقاعدہ شامل ہوکر تازیست سیاسی کام کرتے رہے۔'' (ید بیضا، ص ۶۲)

مندرجہ بالا حقیقت کا اعتراف محترم پروفیسر سیّد محمود شاہ بخاری بھی اپنے مقالہ: ''وطن جي آزاديءَ جو امام'' میں ص ۳۱۵ پر فرما چکے ہیں۔

''جمعیت علمائے ہند'' کیا تھی؟ معروف دیوبندی عالمِ دین علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب کی زبانی سماعت فرمائیں۔ فرماتے ہیں:

''جمعیت العلمائے ہند کے اکابرین کے متعلق بھی عام طور پر مشہور ہے کہ ہندوؤں سے روپیہ لے کر کھا رہے ہیں۔'' (مکالمۃ الصدرین، ص ۱۷)

مولوی حفظ الرحمٰن صاحب ناظم اعلیٰ جمعیت العلمائے ہند فرماتے ہیں:

الف: ''مسلمانوں کے لئے نظریۂ پاکستان سراسر مضر ہے۔'' (ص ۱۴)

ب: ''اور پاکستان قائم ہونے میں مسلمانوں کا سراسر نقصان ہے اور ہندوؤں کا فائدہ ہے۔'' (ص ۲۱)

مولوی حسین احمد مدنی صدر جمعیت العلمائے ہند ''دوقومی نظریہ کا سخت مخالف اور پاکستان کے وجود کا بھی مخالف تھا ص ۴۰۔ اس وجہ سے علامہ اقبال مرحوم نے فرمایا تھا:

عجم ہنوز نداند رموزِ دیں ورنہ
زِ دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است
سرود بر سرِ منبر کہ ملّت از وطن است

چہ بے خبر زِ مقامِ محمد عربی است
بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ اُو نرسیدی تمام بولہبی است

ترجمہ: عجمی ابھی تک رموز دین سے بے خبر ہیں ورنہ دیوبند سے حسین احمد یہ کیسا ہی عجیب شخص ہے کہ بَرسرِ منبر راگ الاپتا ہے کہ ''ملت وطن سے بنتی ہے''۔ وہ محمد عربی ﷺ کے مقام سے کتنا بے خبر ہے (کہ حضور پاک ﷺ نے دو قومی نظریہ پیش کیا کہ مسلمان ایک قوم ہیں اور کفار دوسری) اپنے آپ کو مصطفیٰ کریم ﷺ تک پہنچا (اے نادان ان کی غلامی کر) کہ دین تو آپ ﷺ کی ذات ہے۔ اگر آپ تک نہیں پہنچے گا تو تیرا دین، دینِ مصطفیٰ ﷺ کے بجائے دین ابولہب ہوگا۔ (زین)

''مسلم قومی نظریہ'' کے انحراف سے وطنیت کا نعرہ پروان چڑھا اور اس کو تقویت محراب ومنبر کی زینت بننے والے ظاہر بین علمائے دیوبند سے ملی۔ اور سندھ کا سادہ مزاج امروٹی صاحب بھی انکی چال بازیوں کو سمجھ نہ سکا۔ سندھ میں جب امروٹی صاحب کی قیادت میں ایک غیر شرعی تحریک عدم تعاون زوروں پر تھی اس وقت سندھ کو دار الحرب قرار دیا گیا۔ جبکہ علامہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی علیہ الرحمۃ اور دیگر مقتدر علمائے اہل سنّت کے فتویٰ کی رُو سے ''دار االاسلام'' ہے اگر چہ غیر مسلموں کے تسلط میں آجائے مگر پھر بھی وہ ''دار الاسلام'' ہی رہے گا، دار الحرب نہیں ہوگا۔ امروٹی صاحب کم ازکم اس مسئلہ پر مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کے فتویٰ کو ملاحظہ فرماتے تو شاید سندھ کے سادہ مزاج عوام کو در بدر ہونے سے بچالیتے۔ خود تو رئیس جان محمد جونیجو صاحب کو پشاور پار کرا کے واپس آ گئے۔ مگر جذباتی قسم کے کم فہم اور بے بصیرت کارکن تباہ و برباد ہو کر واپس ہوئے جو تا زیست سنبھل نہ پائے۔

اسلام کو ''ہندومت'' میں مدغم کرنے کی ابتداء مغل بادشاہ جلال الدین اکبر نے کی۔ اس ناپاک منصوبہ کو حضرت امام ربانی مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے خاک میں ملا دیا اور مسلمانوں کو بروقت ''دینِ الٰہی'' کے فتنہ سے آگاہ فرمایا۔ مگر آگے چل کر انگریزوں کے زیرِ اثر

اس تحریک نے پھر زور پکڑا تو مسلمانوں کے کئی لیڈر اور علماء اس سازش کے سیلاب میں بہنے لگے اور گاندھی کو اپنا امام بنا بیٹھے، مگر علمائے حق نے اس وقت ''دو قومی نظریہ'' کو قرآن وسنت کی روشنی میں عوام الناس کے سامنے پیش کرتے ہوئے اس ہندو مسلم اتحاد کے خلاف عملی اور قلمی جہاد فرمایا۔ تحریک ترکِ موالات (عدم تعاون کی تحریک) جو گاندھی کے اشارے پر چلائی گئی تھی اس کی سربراہی اور سرپرستی سندھ میں امروٹی صاحب کے ہاتھ میں تھی۔ جولائی ۱۹۲۰ء میں جب لاڑکانہ سے اسپیشل ٹرین کے ذریعے غیر شرعی مہاجرین کا قافلہ روانہ ہوا اس وقت ایک ہندو لیڈر گوبند بخش اور مسلم لیڈر جان محمد جونیجو نے جو ہندو مسلم عوام کو نصیحت فرمائی وہ پروفیسر سید محمود شاہ بخاری کی زبانی سماعت فرمائیں:

''جونیجو صاحب نے سب کو آخرین نصیحت فرمائی کہ سب ہندو مسلم اپنے مذہبی اصول کے تحت سربسجود رہیں۔۔۔۔۔قافلہ کی روانگی کے وقت ہندو مسلم کی زبان پر آمین آمین اور شانتی شانتی تھا۔'' (ص۲۷۲)

اس کافرانہ اتحاد سے مسلمانوں کی اجتماعی ہیئت متاثر ہوئی اور قوۃ متحرکہ پارہ پارہ ہو کر بکھر گئی۔ تحریک عدم تعاون سے ہندوؤں اور سکھوں کے ساتھ اتحاد اور دوستی نے مسلمانوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔

ہمارے اسلاف نے صدیوں سے یہ درس دیا تھا کہ ایک قومی نظریہ یعنی ہندو مسلم اتحاد کو ناکام بناؤ کیونکہ ہندو کبھی مسلمان کا دوست اور بہی خواہ نہیں ہوسکتا اتحاد صرف مسلمانوں سے کرو مگر افسوس امروٹی صاحب کی قیادت میں آمین آمین شانتی شانتی کے نعرے بلند ہو رہے ہیں گویا:

''با مسلماں اللہ اللہ، با برہمن رام رام''

کا درس دیا جا رہا ہے۔ سندھ کا مہاجن بنیا نہایت چالاک اور شاطر ہے ان سے اتحاد اور تعاون کا درس دیتے وقت امروٹی صاحب نے ماضی کی تاریخ پر قطعاً نظر نہیں ڈالی اور ہندوؤں کی تاریخی تلخیاں گاندھی جی کی آندھی میں فراموش کر بیٹھے مگر وہ بھی مجبور تھا اس لئے کہ ان کی باگ ڈور سیکولر مولوی حسین احمد مدنی کے ہاتھ میں تھی۔ عقل کا تقاضا تو یہ ہے کہ جس سے دوستی کی جا رہی تھی اس کے ماضی وحال کو اچھی طرح پرکھ لیا جاتا تا کہ حال میں اطمینان نصیب

ہوتا اور مستقبل روشن وتابناک ہوتا۔

عدم تعاون کی تحریک کے سندھی قائد امروٹی صاحب کی کوتاہ اندیشی اور خودغرضی قابل دید ہے۔ انھوں نے ہندوستان بشمول سِندھ کو ''دار الحرب'' قرار دیکر سادہ لوح جذباتی مسلمانوں کو افغانستان ہجرت کرنے پر اُکسایا اور کافی تعداد میں لوگ اس طرح برباد ہوئے مگر خود پشاور سے پسپا ہو کر امروٹ آ کر آرام سے سو گیا۔ حقِ رفاقت وغم خواری ہو تو ایسی ہو!

اس ہجرتِ افغانستان سے جو عوام کی تباہی و بربادی ہوئی اور خواص کی کنارہ کشی ہوئی اس پر موجودہ وقت کا مؤرخ انگشت بدنداں ہے۔

ہوا اس طرح کہ جذباتی مسلمان زمینداروں نے اپنی زمینداریاں، تاجرون نے اپنی تجارتیں، ملازمین نے اپنی ملازمتیں، اور تمام تعلقات یکسر چھوڑ دیئے مگر امروٹی صاحب کے لیڈر گاندھی جی کے جگری خیر خواہ ہندوؤں نے صرف ''شانتی سانتی'' کے کلمات پر اکتفا کیا۔ اقتصادی، معاشی اور سماجی طور پر مسلمان پہلے ہی پسماندہ تھے۔ مزید اس تحریک کے ذریعے ان کا استحصال کیا گیا۔

یہ تھا امروٹی صاحب کی سیاسی بصیرت کا پہلو۔ مسلک و مذہب کے ناطے تو امروٹی صاحب علمائے دیوبند سے استوار کر چکے تھے اور مسلک اہل سنّت کو خیر باد فرما کر شمالی سندھ میں وہابیت کے بانی بن چکے تھے۔ ہمایونی علمائے اہل سنت نے بروقت ان کو للکارا۔ مناظرے ہوئے۔ ان کے خلاف کتابیں شائع ہوئیں۔ ان تمام تفصیلات کو زیرِ نظر رسالہ ''سندھ کے دو مسلک'' میں مکرمی ومحترمی صاحبزادہ سیّد محمد زین العابدین راشدی مدظلہٗ نے مدلّل اور محققانہ طور پر بیان فرمایا ہے۔

امید ہے کہ اس کی اشاعت سے عوام اہلسنّت کو فائدہ ہو گا اور آئندہ کے مؤرخ کے لئے یہ رسالہ سنگ میل ثابت ہو گا۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے پیارے حبیب پاک ﷺ کے طفیل اس محنتِ شاقہ کو منظور ومقبول ومفید فرمائے۔ آمین

فقیر عبدالرحیم سکندری

۱۰، ذیقعد ۱۴۱۵ھ بمطابق ۱۱، اپریل ۱۹۹۵ء

ڈاکٹر اقبال بنام مولوی حُسین احمد دیوبندی کانگریسی

عجم ہُنوز نداند رموزِ دیں ورنہ
زِ دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است
سرود بر سرِ منبر کہ ملّت از وطن است
چہ بے خبر زِ مقامِ محمد عربی است
بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہم اوست
اگر بہ اُو نرسیدی تمام بولھبی است

(ارمغانِ حجاز، ص ۱۸۸، الفیصل ناشران کتب، اردو بازار، لاہور ۱۹۹۴ء)

حرف آغاز

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَ السَّلام عَلٰی خَاتم النَّبِیّیْن وَ عَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہِ الطَّاھِرِیْنَ الطَّیِّبِیْنَ وَ عَلٰی اَوْلِیَآءِ مِلَّتِہٖ وَ عُلَمَآءِ اَھْلِ سُنَّتِہٖ وَ اَھْلِ طَاعَتِکَ اَجْمَعِیْنَ۔

اما بعد۔اس موضوع پر قلم اُٹھانے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اس کی چند وجوبات ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

۱۔ عقائد کے درمیان حق و باطل کی تمیز ختم ہوتی جا رہی ہے۔بعض دانشور حضرات نے ہٹلر کے دستِ راست گوئبلز کے اس قول کو مضبوطی کے ساتھ دانتوں سے پکڑ لیا ہے کہ ''ایک جھوٹ کو اتنی بار بولو کہ وہ سچ معلوم ہونے لگے۔'' لیکن ہم خبیث کو طیّب کے ساتھ ملنے نہیں دیں گے۔(انشاءاللہ تعالیٰ)

۲۔ ایک علاقائی پیر صاحب نے ''اپنے بیگانے'' کے فرق کو ختم کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے جس کے نتیجے میں احقر نے اس موضوع پر ۱۹۹۱ء کے آخر میں قلم اُٹھایا اور جنوری ۱۹۹۲ء کو جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور کے نمائندہ و اہل سنّت و جماعت کے ترجمان مجلّہ ماہنامہ ''فیضِ عالم'' میں مختصر مضمون شائع ہوا جس پر اہل علم و دردمندان اہل سنّت نے اپنے جذبات و احساسات سے آگاہ کیا، سندھ میں مضمون کا چرچا ہو گیا۔کئی فوٹو کاپیاں بنائی گئیں۔مضمون کی طلب میں خطوط کا تانتا بندھ گیا اور ڈھیر سارے خطوط جس میں فرمائش کی گئی کہ اس کو کتابی صورت میں چھپوائیں اور بعض اہلِ علم احباب نے مشورہ دیا کہ اس میں مزید تفصیلات شامل کی جائیں۔

۳۔ اس سے قبل یونیورسٹی میں دوران تعلیم احقر نے نوجوانان اہل سنت میں مذہبی تنظیمی کام کیا تو نوجوانوں نے یہ سوال اٹھایا کہ ہمارے ''علماء و مشائخ اہل سنت سندھ کا تذکرہ مارکیٹ میں دستیاب ہی نہیں اور ادبی تاریخی و نصابی کتاب میں مسلک و مذاہب کی کوئی تمیز ہی نہیں۔ایسے عالم میں سُنّی علماء اور وہابی علماء میں تمیز کرنے میں بڑی دقّت ہوتی ہے۔اس سلسلہ میں صحیح کام ہونا چاہیئے۔حقائق کی روشنی میں حق و باطل کے فرق کو واضح کرنا چاہیئے۔

۴۔ بعض ناعاقبت اندیش مولوی نُما وہابی ہمارے عظیم اکابر علماء و مشائخ اہل سنت کو بلا دلیل وہابی دکھانے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں اور ذرّہ برابر بھی شرم محسوس نہیں کرتے۔چنانچہ اسی قسم کا مواد مولوی عبدالوہاب وہابی چاچڑ نے ماہنامہ ''شریعت'' کے سوانح نمبر (مطبوعہ ۱۹۸۱ء دوہڑی ضلع سکھر سندھ) میں شائع کیا ہے وغیرہ وغیرہ

اسی لئے ہم نے اِس مقالہ میں ان بے حِس لوگوں کی نشاندہی کر کے ناطقہ بندی کی ہے اور اکابر علماء و مشائخ اہل سنت کی کتابوں میں وہابیت کی تردید میں جو مواد مل سکا اس کا مختصر تعارف بھی کرایا ہے جس سے ہر دو مسلک واضح اور عیاں ہو چکے ہیں۔آئندہ ہر لکھنے والے کا فرض بنتا ہے کہ اس دیانت کا دامن تھام کر اس فرق کو برقرار رکھے۔

درس عمل

جو لوگ صُلح کلی اور ''سُنّی وہابی بھائی بھائی'' کا درس دیتے ہیں وہ توبہ تائب ہو کر اپنے اکابر علماء و مشائخ اہل سنّت کے راستہ پر چل کر گستاخِ رسول اور گستاخِ صحابہ سے ہر ناطہ توڑ دیں۔جب ہمارے سُنّی اکابر صُلح کلی کے قائل نہ تھے تو ہم کیوں بنیں؟ ہمارے اکابر پیارے مصطفیٰ ﷺ کے عاشق صادق اور نڈر سپاہی تھے، انہوں نے ہر مشکل دور میں حق کا آواز بلند

کیا اوراس نئے انگریزی فرقے کی ہر سطح اور موڑ پر سخت گرفت کی اور ہم بھی انہیں کے خوشہ چیں ہیں تو ہم کس طرح ان وہابیوں سے صلح کر سکتے ہیں؟

ہمارے سُنّی اکابر کا ظاہر و باطن ایک تھا وہ اگر اس مشکل دور میں حق کی للکار نہ بنتے، عقائد اہل سنت کا تحفظ نہ کرتے اور عوام اہل سنّت کی رہنمائی کا فریضہ انجام نہ دیتے تو آج حق کا نام ونشان بھی مٹ چکا ہوتا اور ہر طرف وہابیت ہی وہابیت ہوتی اور بس۔ ہمیں اپنے اسلاف کانمونہ بننا چاہیئے۔! شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

دشمن احمد پہ شدت کیجئے
مُلحدوں کی کیا مروّت کیجئے
غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

صاحبزادہ السیّد محمد زین العابدین راشدی
لاڑکانہ سندھ

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم
نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمُ

سندھ کے دو مسلک

سندھ کی تاریخ سے ایک اہم واقعہ عرض کرنا مقصود ہے جس سے نوجوانوں نسل، سندھ کے فرقوں کے متعلق آگاہی پائیں گے۔ قیام پاکستان سے بہت پہلے باب الاسلام سندھ علم و ادب، تصوّف، محبت اور امن وامان کا گہوارہ تھا، اسی لیئے سندھ کو صوفیائے کرام کا آستانہ کہا جاتا ہے۔ ٹھٹھ، دبیل، سیوستان (سیوہن شریف) منصورہ، اروڑ، بکھر، پریاں لوءِ، بوبک، بھنبھور، پیر جو گوٹھ، نصر پور، ہمایوں، پاٹ، دربیلو، کُھہڑا، لاڑکانہ، ہالا، اورشکار پور وغیرہ ان شہروں میں اپنے وقت میں شریعت وطریقت کے دریا بہا کرتے تھے۔ سوادِ اعظم اہل سنت و الجماعت (فقہ حنفیہ) پچانوے فیصد تھے۔ باقی پانچ فیصد شیعہ وغیرہ بستے تھے۔ سلسلۂ قادریہ، سہروریہ، نقشبندیہ، اویسیہ اور چشتیہ کے ان گنت آستانے تھے۔

مسلمانوں میں اکثریت غوث العالم حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی، غوث زماں مخدوم نوح سرور سہروردی ہالائی، سلطان الاولیاء خواجہ محمد زمان صدیقی نقشبندی لواری شریف، اور امام العارفین سید محمد راشد پیر سائیں روضے دھنی رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین جیسے بزرگانِ دین کے مُریدوں پر مشتمل تھی۔

باقی وہابی، دیوبندی، اہل حدیث، غیر مقلد، مودودی، پرویزی، قادیانی چکڑالوی اور کمیونسٹ وغیرہ جیسے باطل فرقوں کے نام تک سے سندھ کی سرزمین نا آشنا تھی۔

سندھ کے سینہ میں بعض صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، اغواث اقطاب، ابدال، فقہاء، محدثین، مفسرین، علماء، صوفیاء، مشائخ، سادات، حفّاظ، قُراء اور اسلامی شعراء ان گنت تعداد میں اَبدی نیند سو رہے ہیں۔ قرآن پاک کا پہلا ترجمہ سندھی زبان میں ہوا۔ برصغیر میں

قرآن پاک کا پہلا فارسی ترجمہ ہالا کے جلیل القدر عالم اور ولی کامل حضرت مخدوم نوح سرور سُہر وردی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۹۸ھ) نے کیا تھا۔ موجودہ سیوھن شریف کے قریب لکی شریف کی پہاڑیوں میں عارفِ کامل غیاث المسلمین حضرت سیّد محمد احمد المعروف شاہ صدر الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مورثِ اعلیٰ خاندان ساداتِ لکیاری وراشدی) کی زیارت کے لئے سُلطان الاولیاء ہند الولی حضرت خواجہ سیّد مُعین الدین حسن سنجری چشتی المعروف خواجۂ غریب نواز علیہ الرحمۃ (درگاہ عالیہ اجمیر شریف) اپنے مُرشد کامل کی معیت میں حاضر ہوئے۔ (۱)

دنیا کا سب سے بڑا قبرستان مکلی شریف (ٹھٹھہ سندھ) ہے اور اسی ٹھٹھہ میں بارہویں صدی میں تقریباً بارہ سو مساجد اور چار سو بڑے دار العلوم تھے۔ کیا ان میں سے ایک بھی مسجد یا مدرسہ سُنّی کے سوا کسی اور کا تھا؟ نہیں قطعی نہیں!! یہ سارے فرقے جدیدہ آنکھوں کے سامنے ہی توبنے ہیں۔!!!

تاجدار سلسلہ نقشبندیہ مجدّدیہ حضرت مخدوم آدم علیہ الرحمۃ بھی ٹھٹھ کی سرزمین میں آرام فرما ہیں۔

صحاحِ ستہ (شافعیہ) پر عربی حاشیہ جو مصر، انڈیا اور پاکستان وغیرہ ممالک سے اب تک شائع ہوتا آرہا ہے وہ شارح ٹھٹھہ کے محدث حضرت علامہ نُور الدین بن محمد عبد الہادی المعروف ابوالحسن کبیر علامہ سندھی علیہ الرحمۃ کی ذات گرامی ہے۔

مخدوم عبدالرحمٰن حنفی محدث نصر پور نے بخاری کے اسماء الرجال پر ایک کتاب تحریر کی تھی جس کا ریفرینس شیخ الاسلام محمد ہاشم ٹھٹھوی نے دیا ہے۔

شیخ الاسلام فقیہ اعظم حضرت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی علیہ الرحمۃ (۱۱۷۴ھ) نے ایک مقام پر اپنے دور کے صرف ٹھٹھہ کے چند علماء کرام کا تعارف اس طرح کرایا ہے کہ ''ہمارے ٹھٹھہ میں شیخ سعید الدین ہے جس نے ''تفسیر در البحر'' پچیس (۲۵) جلدوں میں تحریر کی ہے اور ممتاز عالم دین رئیس الواعظین شیخ محمد صالح ٹھٹھوی ہے جس نے وعظ ونصیحت کے موضوع پر ایک کتاب

۱۔ دیکھئے انیس الارواح وغیرہ کتب۔ تفصیل کے لئے راقم کا مقالہ آفتاب ولایت ملاحظہ کیجئے

''انوار الوعظ'' تحریر کی ہے جو سینتالیس (۴۷) جلدوں پر مشتمل ہے۔ (۲)

مولوی تاج محمود امروٹی اور وہابیت کی نشوونما

۱۸۴۳ھ کے بعد انگریز سامراج اور ان کے ایجنٹوں کے ناپاک قدم اس سرزمین پر آئے اور انہوں نے کئی فرقوں کو ایجاد کیا۔ سندھ ''صوفیاء کی سرزمین'' وہابیوں کی نظر میں تھی کہ کس طرح اس پر ڈاکہ ڈالا جائے۔ اپنی راہ ہموار کرنے کیلئے مختلف طریقوں سے مختلف لوگوں سے رابطے بڑھائے گئے۔ آخر کار مولوی محمود حسن شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند کے تربیت یافتہ چالباز فلسفی عبیداللہ سندھی فاضل دیوبند (آبائی مذہب سکھ) کو سندھ میں وہابیت کی بنیاد رکھنے کے لئے منتخب کیا گیا۔ جس نے شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمہ کے فلسفہ کا داعی بن کر اپنا کام شروع کیا گویا اس نے سندھ میں خود کو شیخ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی صحیح تعلیمات کا مبلغ ومصلح بن کر شیخ صاحب کی شخصیت کو ہتھیار کے طور پر استعمال کیا تاکہ کسی کو کوئی شک وشبہ نہ گزرے۔

''تبلیغی جماعت'' کے بانی مولوی الیاس اختر دہلوی دیوبندی تو پہلے ہی صوفیاء کی سرزمین سندھ کی بابت فکرمند تھے کہ وہاں کس طرح جا کر تبلیغ کی آڑ میں تخریب کاری کی جائے، اب انہیں عبیداللہ سندھی کی صورت میں نوید مسرت ملی تو راستہ کھل گیا۔ دل ہی دل میں مولوی محمود الحسن کو صحیح انتخاب پر داد دینے لگے۔ آخر وہ گھڑی آ پہنچی چنانچہ عبیداللہ سندھی کو شیخ طریقت حافظ الملت حضرت حافظ محمد صدیق قادری علیہ الرحمۃ (متوفی ۱۳۰۸ھ) بانی درگاہ بھرچونڈی شریف کے ہاں مسلمان ہونا مشہور کیا لیکن جب وہاں یہ چالبازی کام نہ آئی تو شکاری کی طرح آنے جانے والوں پر نظر رکھی یہاں تک کہ تاج محمود امروٹی (۳) (جو نہ تو جید عالم دین تھے اور نہ مقررِ ذیشان، صرف ایک بڑے پیر صاحب کے سیدھے سادے مرید اور سید کہلواتے تھے لیکن بعد میں انہی کے لوگوں نے انہیں بڑھا چڑھا کر آسمان پر پہنچا دیا) پر نظر جمی، اُن میں لچک پائی، سُر ملایا، مراسلت بڑھائی۔ آخر نتیجہ یہ نکلا کہ مشہور انگریز جاسوس ''ہمفرے'' کی طرح عبیداللہ سدھی فلسفی کا تیر صحیح نشانہ پر لگا۔ مولوی محمود الحسن نے صحیح انتخاب

۲۔ مدح نامہ سندھ، ص ۵۲

۳۔ امروٹی کے سیاسی نظریات کے حوالہ سے راقم کی زیر قلم کتاب ''برعظیم کی مذہبی تحریکیں'' مفید ثابت ہوگی۔

پر عبیداللہ سندھی کو شاباش دی اور کہا کہ آخر شاگرد کس کے ہو میاں؟ تیر کمان سے ایسا نکلا جو بغیر خطا کئے ٹھیک نشانے پر لگا۔ پہلے ہی وار نے شکار کو تڑپنے کی بھی مہلت نہ دی، چنانچہ سندھ میں ''بابائے وہابیت'' تاج محمود امروٹی نے وہابیت کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ اپنے خلفاء اور مریدوں کے ساتھ عبیداللہ سندھی کے سندھ میں لگائے گئے ''وہابی درخت'' کی خوب آبیاری کی، گوٹھ امروٹ میں عبداللہ سندھی کی فرمائش پر تاج محمود امروٹی نے مدرسہ ''محمود المدارس''، پریس محمود المطابع (اشاعتی ادارہ) اور ماہنامہ ''ہدایۃ الاخوان'' جاری کر کے قسمت کی ڈوری اُن کے ہاتھ میں دے دی اور خود مریدوں کے بچوں سے مدرسہ کو بھر دیا۔

اس طرح اس نئے وہابی دھرم نے امروٹ سے نکل کر سارے سندھ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور امروٹ کو سندھ میں ''وہابی مرکز'' کی حیثیت حاصل ہوگئی۔ غرضیکہ گوٹھ امروٹ میں جب کام ٹھیک ٹھاک چلنے لگا تو دیسی مولویوں کی ٹیم یہاں سے چل نکلی یعنی وہابی گاڑی اپنے پٹرول پر چلنے لگی تو عبیداللہ سندھی اپنے مقاصد میں کامیاب ہو کر خوشی سے پھولے نہیں سماتا تھا۔ بالائی سندھ میں کامیاب ہوا، شہرت ملی، گروپ بن گیا، کام چلنے لگا، باقی رہا کراچی سے ملحق سندھ کا زیریں حصہ، سو اس میں آگے بڑھنے کا سوچا، چنانچہ امروٹی کے تعلقات درگاہ جھنڈا شریف (ضلع حیدرآباد) کے سجادہ نشین مولوی پیر رشد اللہ شاہ (۴) سے اچھے تھے۔ چنانچہ عبیداللہ سندھی نے وقت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اُن سے اپنا رابطہ قائم کیا۔ آگے چل کر شیخ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا فلسفہ کام آیا کیونکہ شیخ صاحب سندھ میں روشناس تھے۔ مخدوم معین ٹھٹھوی بھی اُن کے شاگرد تھے۔ شیخ صاحب سے اہل علم محبت وعقیدت رکھتے تھے۔ آخر کار وہ دن بھی آگیا جب درگاہ شریف جھنڈہ میں اس کے ناپاک قدم جم گئے۔ عبیداللہ سندھی مدرسہ دار الارشاد کے صدر المدرسین مقرر ہوگئے۔ پیر رشد اللہ شاہ، سید، خاندانی پیر اور اولیاء اللہ کی اولاد میں

۴۔ جمعیت اہل حدیث صوبہ سندھ کے موجودہ امیر مولوی بدیع الدین شاہ (سعید آباد والے) پیر رشد اللہ خلافتی کے پوتے اور پیر احسان اللہ شاہ جھنڈائی کے بیٹے ہیں۔ بدیع الدی شاہ کے بڑے بھائی کا نام محبّ اللہ شاہ ہے جب کہ درگاہ پیر جھنڈہ کے موجود سجادہ نشین بدیع الدین شاہ کے چچازاد بھائی وہب اللہ شاہ ہیں جو پیر ضیاء الدین جھنڈائی کے بیٹے اور پیر رشد اللہ شاہ کے پوتے ہیں۔

سے تھے، وہ ایک مرجع خلائق دربار کے سجادہ نشین تھے۔ خاندان کا دبدبہ تھا، سید کو سندھ میں بڑی عزت وحیثیت حاصل ہے، لوگ نہ صرف مانتے ہیں بلکہ بڑی عقیدت سے پیش آتے ہیں، دیہاتی اَن پڑھ لوگ تو سید کے حکم کو بہت بڑی اہمیت دیتے ہیں، کئی لوگوں نے سادگی کے باعث اس سید کے ہاتھ اپنا ایمان ''بیچ'' ڈالا اور بدلے میں ''وہابیت'' خرید لی۔ اس پیر نے خانقاہ کی آڑ میں وہابیت کا خوب پرچار کیا۔

۱۳۱۹ھ بمطابق ۲۔۱۹۰۱ء میں مولانا رشد اللہ شاہ پیر جھنڈا نے اسی نہج پر اپنے گاؤں (درگاہ شریف جھنڈا) میں مدرسہ قائم کر دیا جیسا مولانا سندھی چاہتے تھے اور مولانا سندھی کی مرضی کے مطابق ہی اس مدرسے کا نام بھی رکھا۔ مولانا سندھی نے اس مدرسے کے نظام کو سات سال تک اپنی مرضی کے مطابق چلایا۔(۵)

ڈاکٹر جمن ٹالپر (شاگرد رشید مولوی غلام مصطفیٰ قاسمی دیوبندی) نے تحریر کیا ہے کہ ماہِ شعبان ۱۳۲۷ھ/۱۲ستمبر ۱۹۱۰ء کو مدرسہ دار الارشاد پیر جھنڈا میں دستارِ فضیلت کا جلسہ منعقد ہوا جس کی صدارت بھوپال کے قاضی الشیخ حسین بن محسن الانصار الیمانی نے کی جو کہ (غیر مقلدین وہابیہ کے امام) نواب صدیق حسن خان بھوپالی کا اُستاد اور (غیر مقلدین کا مشہور پیشوا) قاضی شوکانی یمانی کا شاگرد تھا۔(۶)

پروفیسر محمود شاہ بخاری نے ''مولوی تاج محمود امروٹی'' پر تحقیقی مقالہ لکھ کر سندھ یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہے، وہ اسی مقالہ میں رقمطراز ہیں کہ شیخ الہند مولانا محمود الحسن محدث دیوبند دو تین بار اپنے دو شاگردوں مولانا حسین احمد مدنی (صدر دیوبند کانگریسی) اور مولانا اشرف علی تھانوی کے ساتھ مولانا امروٹی کی ملاقات کے لئے امروٹ آئے تھے اور مولوی حسین احمد مدنی (ٹانڈوی، مدن پوری) لکھتے ہیں کہ ''مولانا امروٹی کئی بار دیوبند تشریف لائے''۔(۷)

۵۔ تاریخ سندھ، ج ۳ ص ۲۰۱، از اعجاز الحق قدوسی

۶۔ سندجا اسلامی درسگاہ، ص ۴۵۳، مطبوعہ حیدرآباد ۱۹۸۲ء

۷۔ کتاب وطن جی آزادی جو امام، ص ۲۸۵، مطبوعہ حیدرآباد ۱۹۸۴ء

''الھمایوں'' جاری کیا جس میں وہابی تحریک کے خلاف اور مولوی دین محمد وفائی کے ترجمہ تقویۃ الایمان کے خلاف تنقیدی مضامین شائع ہوئے، ان کے علاوہ ''وہابی عقائد'' کے ردّ میں کتابیں لکھی گئیں۔

مولانا عبدالرؤف مورائی نے فارسی اور عربی ''ردالوہابیہ'' نامی کتاب لکھی۔اس کے علاوہ مولانا مورائی نے (حضرت مولانا) پیر محمد سعید لواری شریف (ضلع بدین) کے حکم پر ''وہابیت'' کے ردّ میں سندھی زبان میں خطبات بھی لکھے (جو کہ جمعہ کے اجتماعات میں پڑھے جاتے تھے) ......مولوی دین محمد وفائی نے اپنی (یعنی وہابی) تحریک کی ترویج واشاعت کے لئے کراچی سے ماہنامہ ''توحید'' جاری کیا۔۱۹۲۸ء میں یہ پرچہ بند ہوگیا۔دوبارہ ۱۹۳۴ء میں جاری ہوا۔

(دوسری جانب اہل سنّت کی جانب سے) ''الھمایوں'' کے بند ہونے پر سلطان کوٹ (ضلع شکار پور) سے سال ۱۹۳۵ء میں ماہنامہ ''الاسلام'' جاری ہوا۔اس کو بھی ''الھمایوں'' کے ایڈیٹر (مفتی اعظم پاکستان) مولانا محمد صاحبداد ناصح نے جاری کیا تھا۔(۱۵)

نئے فرقے وہابیہ کی سندھی میں دخول کی وجہ سے جو بدمزگی اور فتنہ انگیزی پیدا ہوئی، اس سلسلے میں مولوی دین محمد وفائی (وہابی) نے اپنے تعلیمی دور کا ایک واقعہ تحریر کیا ہے۔

۱۹۱۱ء میں کراچی سے (حضرت علامہ) مولوی عبد الکریم درس مرحوم (مولانا علیہ الرحمۃ، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے دوست تھے) کے ذریعے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ''علم غیب'' کے مسئلہ پر ایک زبردست طوفان اٹھا، جس میں سندھ کے علماء دو حصوں میں تقسیم ہو گئے۔ دار الارشاد گوٹھ پیر جھنڈا اور مدرسہ مظہر العلوم کھڈہ (کراچی) کے (دیوبندی) علماء اس بات کے قائل تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا علم ہے جتنا اللہ تعالیٰ نے شریعت سکھانے اور مخلوق کی ہدایت کے لئے بتایا ہے۔مگر مولوی درس اور دوسرے علماء کہہ رہے تھے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کلی وجزی اور **ما کان و ما یکون** (۱۶) (جو ہو چکا ہے اور جو

۱۵۔ سندھی ثقافت پر اسلامی اثرات (سندھی)، ص۲۳۳ تا ۲۳۶، مطبوعہ: کراچی

۱۶۔ اسی موضوع پر اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ کی مطبوعہ کتاب ''**الدولة المكية بالمادة الغيبية**'' مفید رہے گی، نیز مفسر قرآن مفتی احمد یار خان نعیمی کی ''جاء الحق''، مولانا عبدالسلام رضوی کی ''خیر الانام'' بھی اسی موضوع پر ہیں۔

ہونے والا ہے) سب کا علم ہے۔ علامہ سید اسد اللہ شاہ ٹکھڑائی بھی درس پارٹی میں شامل تھے۔ پیرزادہ حاجی غلام مجدد صاحب متعلوی کی استدعا پر مخدوم حاجی حسن اللہ صاحب نے مدرسہ دار الفیض گوٹھ سونہ جتوئی (تحصیل وضلع لاڑکانہ) میں اس سوال پر ایک رسالہ لکھا جس کا نام ''**نور العينين فی اثبات علم الغيب سيد الثقلين**'' تھا۔جس کو درس و پاٹائی علماء کرام نے بہت پسند کیا۔(۱۷)

تعارف: علامۃ الزمان حضرت مخدوم حسن اللہ صدیقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۳۹ھ) پاٹ شریف والے استاذ الاساتذہ عارف باللہ حضرت خواجہ غلام صدیق قادری شہداد کوٹی قدس سرہٗ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے اور مفتیِ اعظم سندھ و بلوچستان حضرت علامہ مفتی ابو الفیض غلام عمر جتوئی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد اور بحر العلوم والفیوض فقیہ اعظم شیخ طریقت حضرت مفتی پیر محمد قاسم مشوری علیہ الرحمۃ کے استاد الاستاد تھے۔

وہابیت کا فتنہ اس وقت کھڑا ہوا جس وقت ملک میں تحریکوں کا بڑا زور شور تھا۔ایک طرف ہندؤوں کی طرف سے اسلام کے خلاف لٹریچر شائع ہو رہا تھا تو دوسری طرف انگریز اسلام دشمن سازشوں کے ذریعے اپنے اقتدار کو طول دینے میں سرگرم عمل تھے۔ایسے نازک دور میں علمائے اہلسنّت و جماعت نے ہر طوفان کا احسن طریقے سے مقابلہ کیا۔اس دور میں سنّی اور ''وہابی'' کی پہچان مشکل ہوگئی تھی کیونکہ وہابی اپنے آپ کو سنّی کہلوا کر سنیوں کو دھوکہ دے رہے تھے ایسے عالم میں تاج الفقہاء شیخ طریقت عاشق مصطفیٰ حضرت علامہ پیر مفتی عبد الغفور مفتون ہمایونی علیہ الرحمۃ (ہمایوں شریف، ضلع شکار پور) مسلک حقّہ اہل سنّت و جماعت کی نظریاتی حفاظت اور عوام اہل سنّت کی رہنمائی کے لئے میدانِ عمل میں نکل آئے اور فرقہ وہابیہ کا تحریری، تقریری اور تدریسی ہر طرح ردّ فرمایا۔عبید اللہ سندھی اور تاج محمود امروٹی کو بارہا مناظرہ کی دعوت دی، ان کے باطل نظریات کا بڑے بڑے اجتماعات میں کھل کر ردّ فرمایا لیکن وہ میدان میں آنے کی جرأت نہ کر سکے، اسی کشمکش کے دور میں ''ہمایونی'' اہل سنّت کی پہچان بنی اور ''امروٹی'' وہابیوں کی پہچان بنی اور اسی نسبت سے دونوں گروہ پہچانے جاتے تھے۔

۱۷۔ تذکرہ مشاہیر سندھ (سندھی)، جلد اول، ص۱۸۹

دونوں مدِ مقابل مسلکوں کے اہم علماء کے اسماء درج ذیل ہیں تا کہ قارئین کو اس دور کے سمجھنے میں آسانی ہو۔

ہمایونی مسلک کے علماء	امروٹی مسلک کے علماء
حضرت علامہ مفتی پیر عبد الغفور ہمایونی (ضلع شکارپور) متوفی ۱۹۱۳ء	مولوی تاج محمود امروٹی (ضلع شکارپور) متوفی ۱۹۲۹ء
حضرت علامہ خواجہ پیر غلام صدیق قادری (شہدادکوٹ) متوفی ۱۹۰۵ء	مولوی رُشداللہ شاہ جھنڈائی
حضرت علامہ مخدوم حسن اللہ صدیقی پاٹ شریف	مولوی احسان شاہ جھنڈائی
حضرت علامہ مفتی ابوالفیض غلام عمر جتوئی	مولوی عبیداللہ سندھی متوفی ۱۹۴۴ء
حضرت علامہ خواجہ پیر محمد حسن جان سرہندی	مولوی دین محمد وفائی
حضرت خواجہ پیر محمد سعید صدیقی لواری شریف	مولوی محمد صادق کھڈہ (کراچی)
حضرت خواجہ پیر محمد حسن قادری کنڈار شریف	مولوی حماداللہ ہالیجوی (پنوعاقل)
حضرت علامہ سید اسداللہ شاہ ٹکھڑ شریف	مولوی میاں صالح محمد بائیجی (پنوعاقل)
حضرت علامہ مولانا عبدالکریم درس، کراچی	مولوی حبیب اللہ ٹھیڑھی (خیرپور میرس)
حضرت مولانا قاضی عبدالرؤف نقشبندی مورائی	محمد عثمان ڈیپلائی (افسانہ نویس) ڈیپلو
حضرت فقیہ اعظم علامہ مفتی پیر محمد قاسم محدث مشوری شریف	مولوی عبدالعزیز تھریچانی (ضلع سکھر)
حضرت مفتی اعظم علامہ محمد صاحبداد ناصح سلطان کوٹی	مولوی عبدالکریم لغاری (ضلع میرپورخاص)
حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم صاحب گڑھی یٰسین	مولوی عبدالواحد آزاد (گڑھی خدابخش)
حضرت مولانا مفتی محمد قاسم صاحب گڑھی یٰسین	مولوی عبدالکریم چشتی شکارپوری
حضرت علامہ پیر عبدالرحمٰن قادری، بھرچونڈی	مولوی حاجی شیر محمد شاہ (گھوٹکی) خلیفہ تھانوی
حضرت مخدوم مفتی عبدالعلیم دربیلوی (نوشہرہ فیروز)	مولوی خوش محمد تونیہ میرو خانی
حضرت مولانا فقیر محمد صالح مہر قادری (پیر جو گوٹھ)	مولوی خیر محمد نظامانی (سانگھڑ)
خطیب اہل سنّت حضرت مولانا پیر غلام مجدد سرہندی (ماتلی)	مولوی عبدالرحیم پچھمی (ڈیپلو)
حضرت مولانا مفتی عبدالباقی اول (ہمایوں شریف)	شیخ عبدالمجید سندھی (مصنف تنظیمی پروگرام، مطبوعہ ۱۹۲۶ء)
مناظر اسلام علامہ پیر سید نصیرالدین راشدی (بکھری شریف)	حکیم فتح محمد سیوہانی
حضرت علامہ مخدوم بصیرالدین سیوستانی (سیوہن)	مولوی دین محمد ادیب فیروزشاہی (میہڑ)
حضرت مولانا الحاج میر محمد صاحب (ہالا شریف)	مولوی محمد مدنی (سابق مدرس مدرسہ جھنڈہ)
مبلغ اسلام حضرت مولانا قمرالدین عطائی مہیسر (شہدادکوٹ)	قاضی عبدالرزاق (مترجم قرآن) روہڑی
حضرت علامہ پیر آغا عبد اللہ جان سرہندی (ٹنڈو سائیں داد)	مولوی ضیاءالدین شاہ جھنڈائی (ضلع حیدرآباد)
حضرت علامہ مخدوم غلام محمد (ملکانی شریف)	مولوی غلام مصطفیٰ قاسمی (حیدرآباد)
حضرت علامہ مخدوم اللہ بخش عباسی (کھہڑا شریف)	مولوی عبدالکریم قریشی بیروالے (تحصیل قمبر)

حبّ حق، بغضِ عدّو، بدّر ہے دین کا معیار
اپنے اِخلاف کو یہ درس سکھاتے رہیے

امروٹی مسلک کے جتنے بھی مولویوں اور پیرزادوں کے نام لکھے گئے ہیں ان سب کے باپ دادا صحیح العقیدہ سنی حنفی مسلمان تھے۔ گویا یہ سندھ کے پہلے وہابی ہوئے جنہوں نے سندھ کے اولیاء اللہ (کثرہم اللہ تعالیٰ) کے مسلک حقہ اہل سنت والجماعت سے بغاوت کر کے نئے مذہب کی داغ بیل ڈالی۔

قیام پاکستان کے بعد بریلوی اور دیوبندی نام سندھ میں زیادہ روشناس ہوئے پھر ہمایونی بریلوی اور امروٹی دیوبندی کے نام سے پہچانے لگے۔ پھر رفتہ رفتہ لوگ پچھلے نام بھول گئے لیکن امروٹی فتنہ جوں کا توں برقرار ہے۔

ہندوستان میں وہابیت کی ابتداء

دہلی کے بڑے عالم وپیر حضرت مولانا ابوالحسن زید فاروقی الازہری (سجادہ نشین دربار حضرت خواجہ غلام علی دہلوی علیہ الرحمۃ) لکھتے ہیں کہ ''حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرّہٗ کے زمانے سے ۱۲۴۰ھ تک ہندوستان کے مسلمان دو فرقوں کے درمیان بٹے رہے، ایک ''اہل سنّت والجماعت''، دوسرا ''شیعہ''۔ پھر مولوی اسماعیل دہلوی کا ظہور ہوا۔ وہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ، شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ، اور شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے تھے۔ ان کا میلانِ طبع محمد بن عبدالوہاب نجدی کی طرف ہوا۔ نجدی کا رسالہ ''ردالاشراک'' ان کی نظر سے گزرا، انہوں نے اردو میں ''تقویۃ الایمان'' لکھی۔ اس کتاب سے مذہبی آزاد خیالی کا دور شروع ہوا، کوئی غیر مقلد ہوا کوئی وہابی بنا، کوئی اہلحدیث کہلایا۔ کسی نے اپنے کو فلسفی کہا۔ آئمہ مجتہدین کی جو قدرومنزلت اور احترام دل میں تھا، وہ ختم ہوا۔ معمولی نوشت وخواند کے افراد امام بننے لگے اور افسوس اس بات کا ہے کہ توحید کی حفاظت کے نام پر بارگاہِ نبوت کی تعظیم میں جو تقصیرات کا سلسلہ شروع کر دیا گیا یہ ساری قباحتیں ماہ ربیع الآخر ۱۲۴۰ھ کے بعد (جب سے تقویۃ الایمان لکھی گئی) سے ظاہر ہونا شروع ہوئی ہیں۔ اس وقت کے تمام جلیل القدر علماء کا دہلی کی جامع مسجد میں اجتماع ہوا اور ان حضرات نے بالاتفاق اس کتاب کا ردّ کیا''۔ (۱۸)

☆ ہندوستان میں ''وہابی فرقہ'' کا بانی مولوی اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹی ہے۔

☆ سندھ میں ''وہابی فرقہ'' کا بانی مولوی تاج محمود امروٹی ہے۔

☆ خاندان راشدیہ میں سے پہلا وہابی پیر رشد اللہ شاہ جھنڈائی تھے۔

☆ ہندوستان میں ''قوم پرستی'' کی بنیاد رکھنے والا دیوبند کا شیخ الحدیث مولوی حسین احمد مدنی کانگریسی ہے۔

۱۸۔ مولوی اسماعیل اور تقویۃ الایمان، ص۱۰

☆ سندھ میں ''قوم پرستی'' کی بنیاد رکھنے والا مولوی عبید اللہ (۱۹) سندھی (سابق سیالکوٹی سکھ) ہے۔

واضح رہے کہ وہابی دو قسم کے بنے، ایک ''مقلد'' اور دوسرا ''غیر مقلد'' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ ''دیوبندی وہابی''۔ یہ گروہ بظاہر مقلد کہلواتا ہے۔

۲۔ ''اہلحدیث وہابی''۔ یہ گروہ ڈنکے کی چوٹ پر غیر مقلد کہلواتا ہے۔

انگریز نے ''تقویۃ الایمان'' اور اس کی اشاعت میں خاص دلچسپی لی، چنانچہ دیوبندی مکتب فکر کے مولوی شمس الدین (درویش والے) برادرزادہ قاضی صدرالدین خلیفہ خانقاہ سراجیہ کندیاں اپنی کتاب ''غلغلہ'' میں ''تقویۃ الایمان کے متعلق رقمطراز ہیں کہ ''انگریزوں نے مسلمانوں میں سر پھٹول کے لئے یہ کتاب لکھوائی۔ ۱۸۵۲ء میں انگریزوں نے رائل ایشیا سوسائٹی لندن سے تقویۃ الایمان انگریزی میں ترجمہ کروا کے اُسے دور دراز تک پھیلایا''۔ (۲۰)

محترمہ پروفیسر ڈاکٹر قمر النساء ایم۔ اے نے عربی میں کتاب ''العلامہ فضل حق الخیر آبادی'' لکھ کر عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد دکن سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ اس کتاب کے صفحہ نمبر ۱۵۲ پر مذکور ہے کہ پروفیسر محمد شجاع الدین صدر شعبہ تاریخ دیال سنگھ کالج لاہور نے ۱۹۶۵ء میں پروفیسر خالد بزمی کو لکھا اور اِس بات کا اعتراف کیا کہ انگریزوں نے کتاب ''تقویۃ الایمان'' بغیر قیمت کے مفت تقسیم کی۔ (۲۱)

۱۹۔ اسی رسالہ کے آخر میں عبیداللہ سندھی کے چاہنے والے ان کا مکتوب ضرور ملاحظہ فرمائیں جو کہ ان کی اصل صورت اور نظریات کا انکشاف کرتا ہے۔ سندھ کے وہ دانشور جن پر عبیداللہ سندھی کا سایہ بھوت کی طرح چھایا ہوا ہے وہ بھی ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ انہوں نے کس کو سر پر چڑھا رکھا ہے اور کن کے نظریات پال رہے ہیں۔

ظالمو! محبوب کا حق تھا یہی عشق کے بدلے عداوت کیجئے

۲۰۔ ہنٹر پر ہنٹر، ص۵۷، از سرسید علی گڑھ بحوالہ مقدمہ سنی تقویۃ الایمان، ص۷

۲۱۔ مولوی اسماعیل اور تقویۃ الایمان، ص۵۱

بجنوری کا اعتراف

مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی کے حلقہ بگوش مولوی احمد رضا بجنوری نے اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ ''افسوس ہے اس کتاب ''تقویۃ الایمان'' کی وجہ سے مسلمانانِ پاک و ہند جن کی تعداد بیس کروڑ سے زیادہ ہے اور تقریباً نوّے فیصد حنفی المسلک ہیں، دو گروہ میں بٹ گئے ہیں، ایسے اختلافات کی نظیر دنیائے اسلام کے کسی خطّے میں ایک امام اور ایک مسلک کے ماننے والوں میں موجود نہیں ہے''۔ (۲۲)

فکر عرب کو دے دو فرنگی تخیلات
اسلام کو حجاز و عرب سے نکال دو

خود اپنا اعتراف

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کتاب ''ارواح ثلاثۃ'' (حکایاتِ علمائے دیوبند) میں لکھا ہے کہ ''مولانا محمد اسماعیل نے ''تقویۃ الایمان'' لکھنے کے بعد اپنے خاص لوگوں کو جمع کیا، ان کے سامنے ''تقویۃ الایمان'' پیش کی اور فرمایا میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا تھا کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آ گئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا، مثلاً ان امور کو جو شرک خفی تھے شرک جلی لکھ دیا، ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی...... مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے۔ الخ (۲۳)

مترجم ''انفاس العارفین'' پروفیسر فاروق القادری، ایم۔اے نے تحریر فرمایا ہے کہ ''اڑھائی سو کتابوں کی ایسی لسٹ میری نظر سے گزری ہے جو تقویۃ الایمان کی تردید میں مختلف زبانوں اور مختلف علاقوں میں لکھی گئی ہیں''۔ (۲۴)

۲۲۔ انوار الباری، باب ۱۱، ص ۱۰۷، مقدمہ سنّی تقویۃ الایمان، ص ۸
۲۳۔ ارواح ثلاثۃ، ص ۹۲
۲۴۔ تقدیم انفاس العارفین، ص ۱۸، لاہور

اہل سنّت اور وہابیت

تیرے گستاخ سے میں رکھوں دوستی
دے خدا مجھ کو اس سے پناہ یا نبی!

مفتی اعظم پاکستان ترجمانِ اہل سنّت مولانا مفتی محمد صاحبداد ناصح جمالی (۲۵) رحمۃ اللہ علیہ (سابق شیخ الحدیث جامعہ راشدیہ درگاہ شریف پیر جو گوٹھ، مدفون سلطان کوٹ، ضلع شکارپور، سندھ) نے وہابیت کا جوانمردی کے ساتھ مقابلہ کیا۔ دو ماہنامے جاری کیے، کئی مضامین و کتابیں تحریر کیں۔ مولوی دین محمد وفائی کے رسالہ کی تردید میں ایک لاجواب کتاب ''الحق الصریح فی جواب الرسالة المسماة بالاعتقاد الصحیح'' تحریر فرمائی۔ اس کے علاوہ ایک رسالہ ''وہابی شفاعت کے منکر ہیں'' (سندھی) مرتب فرمایا۔

مفتی صاحب لکھتے ہیں: ''مولوی دین محمد وفائی نے ''تقویۃ الایمان'' کا سندھی میں ترجمہ کیا جس کا نام ''توحید الاسلام'' رکھا جس کی اشاعت کے لئے مالی امداد مولوی تاج محمود امروٹی اور پیر رشد اللہ شاہ جھنڈائی نے دی۔ مولوی دین محمد وفائی کے اخبار ''الوحید'' ۲۴ مارچ ۱۹۲۳ء میں اعلان ہوا کہ کتابیں ''توحید الاسلام'' امروٹ میں دستیاب ہیں۔

پیر احسان اللہ شاہ (۲۶) جھنڈائی نے ابن سعود نجدی کی تائید میں قلمی کتاب ''امام مبین'' مریدوں میں تقسیم کی جس میں پیر رشد اللہ شاہ جھنڈائی بکتے ہیں کہ ''اگر میرے اختیار میں ہو تو میں رسول اللہ ﷺ کا گنبد گرا دوں...... اس کے بعد لکھا ہے کہ ''پیر صاحب کا ارشاد مریدین کو قبروں کو گرا دینے کے لئے بڑی دلیل ہے''۔ (۲۷)

جناب عابد حسین شاہ انچارج ''غوث بہاء الدین زکریا لائبریری''، ضلع چکوال رقمطراز

۲۵۔ احقر نے آپ کی خدمات پر ایک علیحدہ کتاب تحریر کی ہے ''تبرکات مفتی اعظم پاکستان''
۲۶۔ یہ جمعیت اہل حدیث سندھ کے امیر مولوی بدیع الدین شاہ جھنڈائی کے باپ تھے۔
نگاہِ غور سے دیکھو تو عقدہ صاف کھل جائے
وفا کے بھیس میں بیٹھا ہے کوئی بے وفا ہو کر
۲۷۔ الحق الصریح ص ۱۱، و ص ۲۶، کراچی طبع ثانی ۱۹۵۶ء

ہیں: ''حضرت مولانا محمد حسن جان سرہندی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۴۶ء) ایک جید عالم دین، عظیم صوفی، حافظ قرآن، مصنف، مجاہد اسلام، تحریک پاکستان کے داعی، امت مسلمہ کے عظیم رہنما اور اپنے دور میں سندھ کے بے تاج بادشاہ تھے۔ ایک معاصر ہفتہ وار اخبار ''الفقیہ'' امرتسر (انڈیا) کی اشاعت مورخہ ۷/اگست ۱۹۲۸ء میں آپ کا اسم گرامی حسب ذیل القابات کے ساتھ مندرج ہے جس سے آپ کی عظمت کا کسی قدر ثبوت ملتا ہے۔ اعلیٰ حضرت، حکیم الامّت، شیخ الاسلام والمسلمین، امام الملّت والدّین، قطب عالم حضرت خواجہ محمد حسن جان صاحب قبلہ سرہندی سجادہ نشین درگاہ ٹنڈو سائیں داد ضلع حیدر آباد، سندھ''۔ آپ نے کثیر مصروفیات کے باوجود عربی، فارسی، اُردو اور سندھی زبانوں میں متعدد کتب لکھیں اور فضیلت علمی کے قابل قدر جواہر پارے یادگار چھوڑے ہیں۔

''الاصول الاربعہ فی تردید الوہابیہ'' ان میں ایک قابلِ قدر کتاب ہے۔ مولوی دین محمد وفائی نے مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب ''تقویۃ الایمان'' کا سندھی ترجمہ ''توحید الایمان'' کے نام سے کیا تو اس کی تردید میں آپ نے یہ کتاب ۱۹۲۸ء بمطابق ۱۳۴۶ھ میں قلمبند کی جو اِسی سال حضرت مصنف کے مصارف پر ایڈیٹر ''الفقیہ'' مولانا حکیم معراج الدین احمد امرتسری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۹۴۸ء) کی نگرانی میں طبع ہو کر مفت تقسیم ہوئی تھی۔

ترکی کے نامور پیر طریقت و جید عالم دین فضیلت الشیخ حسین حلمی ایشیق مجددی نے ۱۹۷۳ء میں استنبول میں مکتبہ ایشیق کے نام سے ایک اشاعتی ادارہ قائم کیا اور دنیا بھر کے علماء ومشائخ اہل سنّت کی کتب طبع کرا کے مفت تقسیم کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ **''الاصول الاربعة فی تردید الوهابیه''** (۲۸) کا ترکی سے پہلا ایڈیشن ۱۹۷۵ء میں شائع ہوا۔ بعد میں اس کے متعدد ایڈیشن طبع ہوئے۔ اس وقت مکتبہ الحقیقہ استنبول کے طبع کردہ دو ایڈیشن مطبوعہ ۱۹۸۹ء اور ۱۹۹۳ء راقم کے زیر نظر ہیں۔

''الاصول الاربعه فی تردید الوهابیه'' پر سندھ و بلوچستان کے جن جلیل القدر علمائے کرام کی تقاریظ فارسی وعربی میں موجود ہیں، ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں: علامۃ العصر

۲۸۔ یہ کتاب بزبان فارسی لکھی گئی

رأس العلماء حضرت مولانا مفتی عبد الباقی رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ہمایوں شریف، حضرت علامہ الدھر رئیس العلماء مولانا محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین کٹبار شریف (صوبہ بلوچستان)، استاذ العلماء والفقہاء حضرت مولانا مفتی محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ گڑھی یاسین، قدوۃ السالکین علامہ مخدوم بصر الدین (۲۹) سیوستانی رحمۃ اللہ علیہ۔ (۳۰)

حضرت خواجہ محمد حسن جان سرہندی کی ایک اور تصنیف **''العقائد الصحیحة فی تردید الوهابیة النجدیة''** جو کہ عربی زبان میں لکھی گئی، جس کا اُردو ترجمہ آپ کے صاحبزادے حضرت علامہ حافظ محمد ہاشم مجددی سرہندی نے کیا اور حکیم معراج الدین احمد نقشبندی نے ۱۳۶۰ھ/ ۱۹۴۱ء کو امرتسر سے شائع کیا اور دوسرا ایڈیشن (عربی مع اردو) ۱۹۷۸ء کو ترکی سے شائع ہوا۔ تیسرا ایڈیشن سندھی زبان میں درگاہ شریف ٹنڈو سائیں داد سے ۱۹۸۳ء کو چھپ کر منظر عام پر آیا۔ اسی کتاب کے آخر میں آپ نے اپنا مناظرہ تحریر کیا ہے جو کہ دورانِ سفر کویت میں ایک بڑے نجدی عالم سے ہوا تھا جس میں اس نجدی عالم کو منہ کی کھانی پڑی اور بڑی رسوائی کے ساتھ اس نے راہِ فرار اختیار کی۔

اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنّت، مجدد ملّت شیخ الاسلام والمسلمین مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مکۃ المکرّمہ میں نبی کریم حضور پُر نور حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کے علم غیب شریف پر کتاب **''الدولة المکیه بالمادة الغیبیه''** تحریر فرمائی جس میں دلائل قاہرہ سے سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین حضور پُر نور ﷺ کا علم غیب ثابت کیا جس پر مکۃ المکرّمہ اور مدینۃ المنورہ کے جید واکابر علماء کرام ومشائخ عظام نے شاندار تصدیقات وتقاریظ رقم فرمائیں ان کے ساتھ ساتھ سندھ کے نامور عالمِ دین حضرت علامہ مولانا ہدایت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ٹیاری شریف، ضلع حیدر آباد) نے بھی تقریظ وتصدیق تحریر فرمائی۔ (۳۱)

مناظر اہل سنّت حضرت مولانا حشمت علی خان رضوی (خلیفہ حجۃ الاسلام علامہ حامد

۲۹۔ سیوہن شریف میں ۱۱ جنوری ۱۹۳۷ء کو وفات پائی

۳۰۔ ماہنامہ کنز الایمان، لاہور، ص ۲۲، ماہ جون ۱۹۹۴ء

۳۱۔ کتاب وہابیت کا انوکھا انداز (سندھی) ص ۸۷

رضا خان بریلوی) نے دیوبندی، اہل حدیث، غیر مقلدوں، وہابیوں اور قادیانیوں کے باطل عقائد تحریر کر برصغیر کے مختلف اکابر، جید علمائے کرام و مشائخ کی خدمت میں بھیج دیئے۔ ان حضرات کی طرف سے جو فتاوی شریف موصول ہوئے، مناظر اہلِ سنّت نے ان فتاویٰ کو کتاب ''الصوارم الہندیہ'' کے نام سے مرتب فرما کر شائع کیا جس میں سندھ کے درج ذیل علمائے کرام و مشائخ اہلِ سنّت کی تحریرات بھی درج ہیں جنھوں نے متفقہ طور پر قادیانیوں کی طرح وہابیوں کو بھی ایک جیسا کافر، گمراہ اور خارج از اسلام قرار دیا۔

مثلاً حضرت خواجہ محمد حسن جان سرہندی، حضرت قبلہ پیر محمد حسن کٹباری، حضرت مفتی محمد قاسم گڑھی یاسین، حضرت مفتی محمد ابراہیم گڑھی یاسین، حضرت علامہ مفتی محمد صاحبداد جمالی، مولانا قمر الدین عطائی مہیسر، مولانا خادم حسین جتوئی (بھلیڈنہ آباد، ضلع جیکب آباد)، مولانا مفتی عبد الباقی اول ہمایونی، مولانا عبدالستار صحبت پوری (ضلع جعفرآباد، صوبہ بلوچستان)۔ (۳۲)

حضرت شیر بیشۂ اہل سنّت علامہ حشمت علی خان صاحب نے اسی طرز پر ایک دوسری کتاب ''الصوارم السندیہ'' مرتب فرمائی جس میں ڈیڑھ سو (۱۵۰) علمائے اہل سنّت کے فتوے جمع فرمائے تھے اور چونکہ اس میں سندھ کا فتویٰ بہت مفصل تھا، اسی لئے اس کا نام ''الصوارم السندیہ'' رکھا تھا۔ (۳۳)

ان کے دشمن کو جو دشمن نہیں سچ کہتا ہوں
دعویٰ بے اصل ہے جھوٹی ہے محبت تیری

استاذ الاساتذہ علامۃ الدہر حضرت مخدوم عبدالغفور ہمایونی علیہ الرحمۃ الباری کی سماع و موتیٰ پر عربی زبان میں کتاب لاجواب ''الدر المنثور فی رد منکر الاستمداد من اصحاب القبور'' اور مختلف مسائل پر فارسی زبان میں ''فتاویٰ ہمایونی'' (دو جلدوں میں) یادگار تصنیف ہیں۔ فتاویٰ ہمایونی کی دونوں جلدوں کا خلاصہ و سندھی ترجمہ آپ کے شاگرد مولانا مفتی محمد ابراہیم صاحب یاسینی نے کیا جو شکارپور (سندھ) سے شائع ہوا۔

۳۲۔ الصوارم الہندیہ، مطبوعہ: ساہیوال، ۱۹۷۵ء

۳۳۔ سوانح شیر بیشۂ اہل سنّت، ص ۱۰۶، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۴ء

مولانا سید اسد اللہ شاہ ٹکھڑائی، ولی نعمت حضرت خواجہ عبدالرحمٰن سرہندی مجددی علیہ الرحمۃ کے مرید خاص تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے علم غیب شریف پر ایک کتاب ''ھدیہ اسدیہ'' تین حصوں میں تحریر کی جو کہ ۱۳۳۱ھ کو خود ہی چھپوا کر مفت تقسیم کی۔ فدا صاحب ۵۹ سال کی عمر میں ۲۷ رجب المرجب ۱۳۴۴ھ کو وصال کیا۔ (۳۴)

حضرت مولانا الحاج میر محمد صاحب ہالائی بن حضرت خلیفہ عبدالرحمٰن صاحب نے مولوی احمد (بدین)، مولوی عبدالحیٔ نوحانی اور مولوی اکرم ہالائی نے وہابیوں کی تردید میں بزبان سندھی ایک لاجواب کتاب ''اعلآء الحق علی اظھار الحق'' ۱۳۵۵ھ/ ۱۹۳۶ء کو تحریر کی اور پبلشر عبدالکریم بن مولوی تاج محمد محلّہ مارکیٹ، نیو ہالا (ضلع حیدرآباد) نے کراچی سے لیتھو پریس پر چھپوا کر شائع کیا۔ جس پر علماء کرام کی سات تقاریظ درج ہیں۔ مثلاً مولانا عبدالقیوم ضلع حیدرآباد، مخدوم محمد بوبکائی، حضرت مفتی محمد صاحبداد، حضرت مولانا عبدالرؤف بختیار پوری اور فاضل جلیل مخدوم امیر احمد عباسی۔ جب کہ مخدوم امیر احمد کی تقریظ مقدمہ کی حیثیت رکھتی ہے اور مولانا محمد داؤد خادم دربیلوی نے سندھی نظم میں تقریظ لکھی ہے۔

نامور شاعر و عالم حضرت مولانا بہاءُ الدین بھائی پتافی (متوفی ۱۳۵۲ھ) حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ (چاچڑاں شریف، ضلع رحیم یار خان) کے مرید اور شیخ طریقت سید حزب اللہ شاہ راشدی پیر سائیں تخت دھنی پاگارہ کے معتقد خاص تھے۔ حضرت پیر سائیں کوٹ دھنی نے مولوی صاحب کو ایک دستی پریس خرید کر دیا تھا جس کا نام ''مطبع راشدیہ'' تھا، جہاں سے ایک کتاب ''تنبیہ نجدی'' بھی شائع ہوئی تھی۔ (۳۵)

حضرت مخدوم اللہ بخش عباسی کھہڑوی (وفات ۱۳۳۵ھ) نے شمس العلماء سید شاہ مردان شاہ راشدی پیر سائیں کوٹ دھنی پاگارہ کی تحریک پر ایک رسالہ نبی کریم ﷺ کے علم غیب پر نہایت تحقیقی تحریر فرمایا۔ (۳۶)

۳۴۔ تذکرہ شعرائے ٹکھڑ، ص ۷۱، مطبوعہ ۱۹۵۹ء

۳۵۔ ''مہران'' سوانح نمبر مطبوعہ سندھی ادبی بورڈ جامشورو، ۱۹۵۸ء

۳۶۔ ایضاً، ص ۷۴

حضرت خواجہ محمد سعید نقشبندی سجادہ نشین لواری شریف نے حضرت مولانا محمد شفیع پاٹائی اور حضرت مولانا قاضی عبدالرؤف مورائی کو کہلوا کر بھیجا کہ آپ ایسے خطبات تیار کریں جس میں ''وہابیت'' کا ردّ ہو۔

فاضل جلیل قاضی عبدالرؤف صاحب نے وہابیت کے ردّ میں ''**اراء ارشاد الحق الی اھواء افساد المشرك**'' تحریر کیا۔

قاضی حاجی عثمان اور مولوی عیسیٰ غیر مقلدوں کے رد میں ''**تنزیه اذ تشبیه**'' فارسی نظم میں تحریر کیا کیونکہ حاجی عثمان اور مولوی عیسیٰ (قاضی محمد عالم نوشہرائی انہیں کا ہم خیال تھا) کا عقیدہ تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا وجود آدمی کے وجود جیسا ہے۔

لیک وہابیہ چو نوع فساد
در نہاری ز جنس خویش نہاد(۳۷)

حضرت علامہ مخدوم غلام محمد ملکانی (وفات ۱۹۳۵ء) استاذ الاساتذہ مخدوم حسن اللہ صدیقی (پاٹ شریف) کے شاگرد رشید اور سلسلۂ نقشبندیہ میں خواجۂ خواجگان حضرت عبد الرحمٰن سرہندی قدس سرّہٗ سے بیعت اور خلیفۂ مجاز تھے۔ وہابیت کے ردّ میں درج ذیل کتب تحریر فرمائیں۔

☆ **تاریق عباد الله فی جواز یا رسول الله**

☆ **السیف قهری علیٰ عنق النوشهری**

☆ **منح الملك الجلیل فی جواز القیام المعانقة و التقبیل**

☆ **فتح الخلائق فی الرد علیٰ عبد الرزاق**

☆ **رجز الغوی البلید فی تحقیق وجوب التقلید وغیره وغیره** (۳۸)

بحر العلوم والفیوض، فقیہ اعظم، شیخ طریقت حضرت علامہ الحاج مولانا مفتی پیر محمد قاسم قادری مشوری علیہ الرحمۃ الباری (وفات ۱۹۹۰ء) درگاہ عالیہ مشوری شریف (لاڑکانہ) نے

۳۷۔ ایضاً ص ۱۶۹

۳۸۔ ایضاً، کتاب انوارِ احمدیہ

درج ذیل کتابیں تحریر فرما کر بروقت شائع کیں، مثلاً

☆ **نفی الریب فی بحث علم الغیب**

☆ **هدایت الناس فی جواز المیلاد و الاعراس**

☆ **هدیة الابرار فی تحقیق ان المصطفیٰ نور الانوار** (مطبوعہ ۱۳۷۴ھ)

☆ **البشری لمن احتفل بمیلاد المصطفی** (مطبوعہ ۱۳۸۴ھ)

☆ **نهج الصواب فی تحقیق العراب**

مولوی حبیب اللہ دیوبندی مہتمم مدرسہ دارالہدیٰ ٹھیڑھی (ضلع خیرپور میرس) کے فتویٰ کی تردید میں ''**ارشاد العباد الی تصحیح النطق بالضاد**'' تحریر فرمایا۔ مولوی خیر محمد نظامانی وہابی حیدرآباد سے اخبار جاری کئے ہوئے تھے۔ جس میں حنفی فقہ کے مختلف مسائل پر اعتراضات کیا کرتے تھے۔ اسی طرح جب اس نے مسئلہ رضاع کو موضوع بحث بنایا تو آپ نے ان کے اعتراضات کے شافی جوابات دیئے اور ان کے الزامات کی قلعی کھول کر رکھ دی۔ ملاحظہ فرمائیں ''**اشباع الکلام فی تحقیق الرضاع و الفطام**''۔

بلکہ ایمان کی پوچھئے تو ہے ایمان یہی
اُن سے عشق ان کے عدو سے ہو عداوت تیری

اس وقت میرے پاس کتاب ''**القول الانور فی بحث النور و البشر**''، سندھی (مطبوعہ طبع ثانی ۱۹۶۴ء غوثیہ کتب خانہ، سانگھڑ) موجود ہے جو کہ دو حصوں میں منقسم اور ۱۷۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ پہلے حصہ میں حضرت مفتی محمد صاحبداد صاحب نے مدرسہ دار الارشاد پیر جھنڈا کے سابق صدر مدرس مولوی جمیل خیرپوری کے رسالہ ''**الالیق بالقبول فی بشریت الرسول**'' (۳۹) (جو کہ انہوں نے پیر ضیاء الدین شاہ صاحب العلم الخامس جھنڈائی کے حکم پر تحریر کیا تھا) کا پوسٹ مارٹم کیا ہے جب کہ دوسرے حصہ میں حضرت مولانا عبدالصمد صاحب میتلو (مدفون گوٹھ بڈھو واہن تحصیل ڈوکری، ضلع لاڑکانہ۔ سابق نائب صدر مدرس

۳۹۔ الملقب بہ، تحفۃ الاخیار فی رد ہدیۃ الابرار، مطبوعہ سکھر، سندھ ۱۹۵۷ء

جامعہ راشدیہ درگاہ شریف پیر جو گوٹھ) نے مفتی دار الھدیٰ ٹھیڑھی مولوی محمد امین دیوبندی کے رسالہ "نور الابصار فی تحقیق البشریت لسید الابرار" کا آپریشن کیا ہے، جو کہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ ۳۴ ماخذ کتب کا تعارف بھی شامل ہے۔

مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد صاحبداد خان جمالی علیہ الرحمۃ (وفات ۱۹۶۵ء) نے ماہنامہ "الھمایون" تین سال تک جاری رکھا، ماہنامہ "الاسلام" سلطان کوٹ (شکارپور) سے چار سال تک جاری رکھا، اس کے علاوہ درج ذیل کتب وہابیت کی تردید میں شائع کیں:

الحق الصریح، البلاغ المبین، مدلل فتویٰ جواز عرس و میلاد، سماع و موتیٰ پر مدلل بحث، وہابی شفاعت کے منکر ہیں، **التوسل سید الرسل الی خالق الکل** (اردو)۔[۴۰]

بہت سادہ سا ہے اپنا اصول دوستی کوثرؔ
جو اُن سے بے تعلق ہے ہمارا ہو نہیں سکتا

جناب مفتی صاحبداد صاحب کے استاد گرامی حضرت علامہ مفتی محمد قاسم صاحب گڑھی یاسینوی (وفات ۱۳۴۹ھ) نے عوام اہل سنّت کی رہنمائی کے لئے سلیس سندھی زبان میں ایک کتابچہ "اہل سنت عقائد نامہ" تحریر کر کے چھپوایا۔ پہلی بار ۱۳۴۶ھ کو شائع ہوا جب کہ ۱۳۸۹ھ کو دوسری بار شائع ہوا۔

خطیب اہل سنت مولانا پیر غلام مجدد سرہندی ماتلی (وفات ۱۹۷۰ء) اپنے پُرجوش طرز خطابت سے عوام الناس کو نئے باطل فرقہ وہابیہ سے آگاہ کیا اور انہیں گمراہی سے بچانے کے لئے دن رات تبلیغی کوششیں کیں۔ تحریری میدان میں نبی اکرم، نُورِ مجسم، ہادیٔ عالم، شفیع اعظم، صاحب جود والکرم ﷺ کی نورانیت پر ایک کتاب "نور محمدی ﷺ" تحریر کی جس میں وہابیت کے اعتراضات کے دندان شکن جوابات رقم کئے۔

ان کے دشمن کو اگر تو نے نہ سمجھا دشمن
وہ قیامت میں کریں گے نہ رفاقت تیری

۴۰۔ بحوالہ "مہران" سوانح نمبر، تذکرہ اکابر اہل سنت پاکستان، مطبوعہ لاہور۔ سندھ جا اسلامی درسگاہ

حاصل کلام

اس مختصر رسالے کا ماحصل یہ ہے کہ سندھ میں جب وہابیت نجدیت کی آندھی آئی تو ہمارے اکابر جید علماء و مشائخ اہلِ سنّت خاموش نہ رہے اور نہ ہی کسی مصلحت کا شکار ہوئے بلکہ امتِ رسول (ﷺ) کو گمراہی سے بچانے کے لئے ہر محاذ (تحریر، تقریر، تدریس) پر شیروں کی طرح مقابلہ کیا۔

بعض ناعاقبت اندیش لوگ ادب کی آڑ میں اس حق و باطل کے امتیاز کو ختم کرنے کی کوشش میں ہیں لیکن ہم نے ان کی اس کوشش کو ناکام بنا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ عاجز بندہ کی اس سعی کو قبول فرمائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حق و باطل میں امتیاز کرنے کی اہلیت اور پھر حق کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین، رحمة للعالمین، شفیع المذنبین صلی الله تعالی علیه و آله و صحبه و سلم

فقیر سید محمد زین العابدین راشدیؔ
لاڑکانہ سندھ

۲۸ شعبان المعظم ۱۴۱۵ھ / ۳۰ جنوری ۱۹۹۵ء
بروز منگل ۱۰:۲۵ بجے شب

عبید اللہ سندھی کا خط بنام ڈاکٹر چوئتھ رام

اُردو کے نامور دانشور جناب سید نور محمد صاحب قادری گجراتی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔ ’’گاندھویت‘‘ (مولانا راغب احسن ایم اے کے الفاظ میں جدید ہندی کفر) سے متاثر نیشنلسٹ رہنماؤں کے فرمودات بھی ملاحظہ کیجئے۔

عبید اللہ سندھی عام طور مجاہد آزادی، حریت پسند لیڈر اور فکر اسلام کے نام سے مشہور ہیں۔ وہ اکبر کے دین الٰہی اور بھگتی تحریک سے بہت زیادہ متاثر تھے۔ پھر گاندھویت کی پیروی نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا اور وہ دین اسلام کو ایسی شکل پر ڈھالنے کی کوشش کرنے لگے جس سے وہ کانگریس کا جزو بن کر تمام ہندوستانیوں کے لئے قابل قبول ہو سکے۔ اپنے ایک خط بنام ڈاکٹر چوئتھ رام میں لکھتے ہیں:

’’میرا یہ فیصلہ قطعی ہوگیا ہے کہ مجھے اسلام کی حفاظت کے لئے ہندوستانی مسلمانوں کے اسلام کو نیشنل کانگریس کا جزو بنا دینا چاہیئے۔ میری تحقیق میں ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت خصوصاً ادنیٰ طبقہ کے لوگ میری طرح ہندوؤں کی اولاد ہیں۔ ان کا قدرتی وطن اور ملک ہند کے سوا دوسرا ملک نہیں ہوسکتا اور جو بزرگ باہر آئے وہ بھی ہماری طرح ہند سے باہر اپنا کوئی ہمدرد نہ پائیں گے۔ انہیں بھی اپنی ملکی طاقت کے زور پر اپنا مذہب چلانا چاہیئے۔

اس لئے کافی وقت صرف کر کے میں نے شاہ ولی اللہ کے فلسفہ کی رہنمائی میں ’’اسلامی تعلیمات‘‘ پر نظر ثانی شروع کی۔ اس کو ایسا کر دیا کہ ’’ہندوستانی قومیت‘‘ کے ساتھ جمع ہو سکے تا کہ تمام ہندوستانی قوموں سے مذہبی جنگ ختم ہو سکے۔

میں نے اپنی قوم کی سائیکالوجی جانتے ہوئے اس پر اعتماد کیا ہے کہ جب ہم ہندوؤں پر ظلم کرنا چھوڑ دیں گے تو وہ کبھی ہم پر ظلم نہیں کریں گے۔ آج بھی مسلمانوں کے بعض بڑے بڑے لوگ ہندوؤں کے سیاسی غلبہ سے ڈر رہے ہیں۔ میرا جواب ان کے لئے یہ ہے کہ شاید وہ پہلے ہندوؤں پر زیادتی کر چکے ہیں اور اب بھی اس قسم کا کام مذہب کے نام پر جاری رکھنا چاہتے ہیں‘‘۔ (نقوش لاہور، حکایت نمبر ۱۰۹، حصہ اول، ص ۳۱۲)

اوائل مارچ ۱۹۷۷ء میں حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری کے مطب پر ماہنامہ ’’فیض الاسلام‘‘ راولپنڈی کے ایڈیٹر اور مشہور فاضل علامہ عرشی امرتسری سے ملاقات ہوئی تو مجاہدین حریّت کا ذکر چھڑ گیا۔ مولانا عبید اللہ سندھی کے ذکر کے سلسلہ میں جب میں نے انہیں مذکورہ بالا اقتباس سنایا تو وہ کچھ دیر کے لئے سناٹے میں آ گئے اور پھر بے ساختہ کہنے لگے: ’’یہ الفاظ اور مولانا سندھی کے قلم سے؟‘‘ پھر انہوں نے اس متذکرہ اقتباس کو ’’فیض الاسلام‘‘ راولپنڈی کے مئی ۱۹۷۷ء کے پرچہ میں شائع بھی کیا اور اپنے قلم سے ایک نوٹ بھی لکھا جو حسب ذیل ہے:

> ’’یہ تاریخی سند مولانا ایک ہندو ڈاکٹر چوئتھ رام کے ہاتھ میں دے رہے ہیں کہ کسی ضرورت کے موقع پر گائے کے پجاری اور اسلام کے دشمن ہندو اس کو مسلمانوں کے منہ پر سخت تھپڑ کی طرح استعمال کریں۔ اسلام لانے کے باوجود اسلام کو ہندو کانگریس میں ضم یا جذب کر دینا چاہئے۔ توبہ! توبہ!!‘‘ (عرشی)

(اقبال کا آخری معرکہ، ص ۷۱، مطبوعہ ۱۹۸۷ء)

شانِ الوہیت و تقدیسِ رسالت کا امین

کوثر و تسنیم سے دھلے الفاظ، مشک و عنبر سے مہکا آہنگ

عشق و ادب کی حلاوتوں کا ماخذ

کنز الایمان

ترجمہ قرآن

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت امام احمد رضا علیہ الرحمہ

اب پشتو زبان میں دستیاب ہے

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان
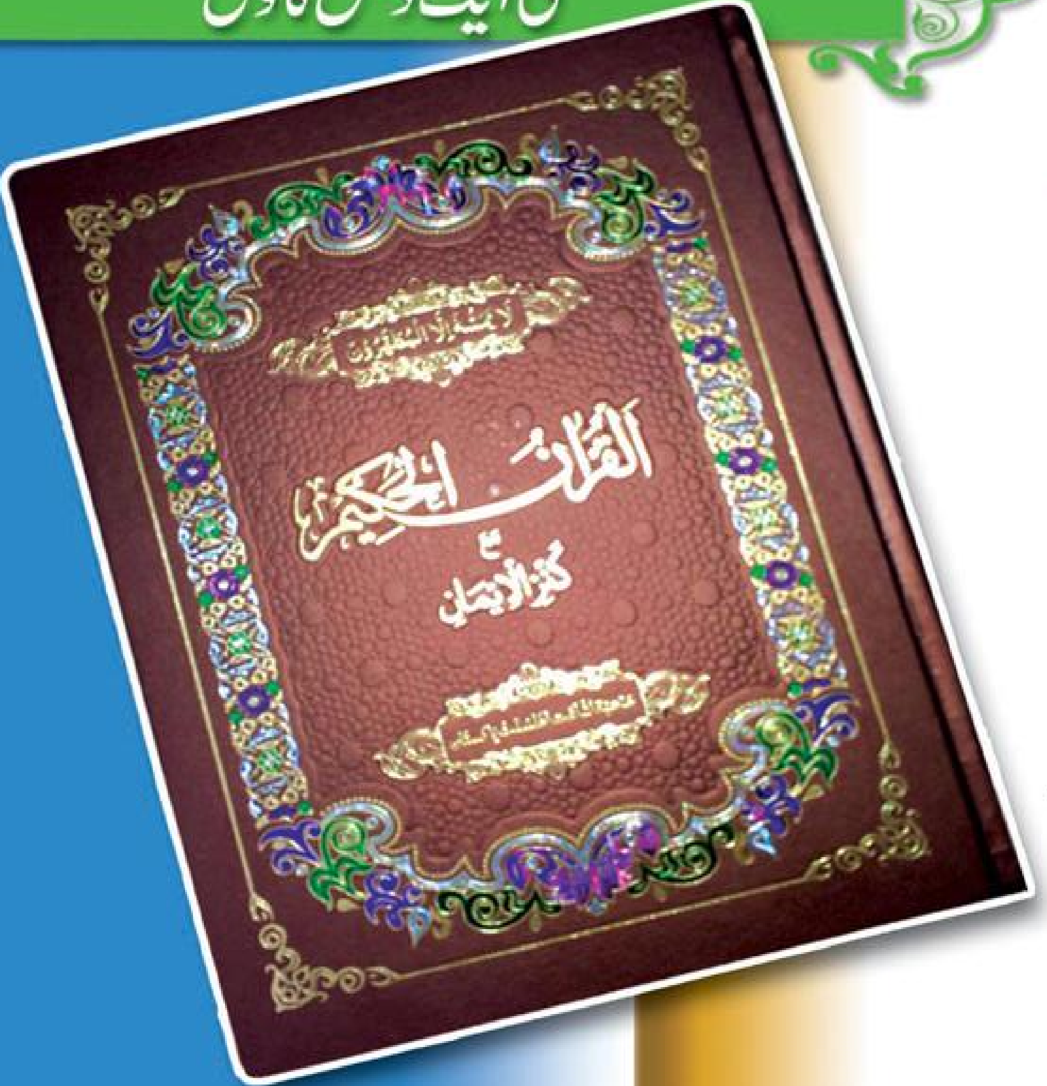
کی ایک دلکش کاوش